باب 2

مقاصدِ تعلیم (Aims of Education)

سوال: نظامِ تعلیم کے عنصر کے حوالے سے مقاصدِ تعلیم پر تفصیلی نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ2009ء، لاہور بورڈ2013ء، 2017ء)

- کسی بھی نظامِ تعلیم میں مقاصدِ تعلیم کے مقام اور اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔ (لاہور بورڈ2010ء)
- نظامِ تعلیم سے کیا مراد ہے؟ نیز نظامِ تعلیم میں مقاصدِ تعلیم کی اہمیت واضح کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ2010ء)
- نظامِ تعلیم میں مقاصدِ تعلیم کے مقام اور حیثیت کا تعین کیجیے۔
- نظامِ تعلیم کی تعریف کریں اور اس کے بڑے بڑے عناصر کے نام لکھیں۔ ان میں سے اہم ترین عنصر کی وضاحت کریں۔

جواب

نظامِ تعلیم

نظامِ تعلیم سے مراد تعلیم سے متعلقہ عناصر کا ایسا مجموعہ ہے جو باہمی طور پر مربوط اور منظم انداز میں تسلسل کے ساتھ مقاصد کے حصول کے لیے ایک یونٹ کی شکل میں کام کرتا ہے۔ کسی بھی نصب العین، تحریک یا نظام کو چلانے کے لیے مقاصد کا ہونا ضروری ہے۔ مقاصد ایک ایسا بنیادی نقطہ ہے جس کی تکمیل کے لیے ایک پورا نظام وجود میں آتا ہے۔ نظامِ تعلیم میں بھی مقاصد روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مقاصد کسی نظامِ تعلیم کی تمام سرگرمیوں کا مرکز و محور ہوتے ہیں۔ اگر نظامِ تعلیم مقاصد کی تکمیل نہ کرے تو وہ ناکام سمجھا جاتا ہے۔ اچھا نظامِ تعلیم وہی ہے جو مقاصد کو سامنے رکھ کر تشکیل دیا جائے۔

نظامِ تعلیم کے مقاصد
(Elements of Educational System)

نظامِ تعلیم کی تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ نظامِ تعلیم کے مقاصد ہی دراصل نظامِ تعلیم کے عناصر کی بنیاد بنتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے اب تک ہر دور اور ہر معاشرے میں ہر قوم کا اپنا فلسفہ حیات رہا ہے۔ ہر فلسفہ حیات کی بنیاد چند مخصوص مقاصد پر استوار رہی ہے۔
چونکہ مختلف ادوار میں روایات و اقدار تبدیل ہوتی رہی ہیں اس لیے مقاصدِ تعلیم بھی بدلتے رہے ہیں۔
انسانی تاریخ میں مقاصدِ تعلیم بھی اتنے ہی قدیم ہیں، جتنی انسانی تہذیب۔ دنیا کے مختلف معاشروں میں مقاصدِ تعلیم مختلف رہے ہیں۔
مقاصدِ تعلیم کا مختصر پس منظر/ارتقاء/تاریخ ذیل کے نکات میں بیان کی جا رہی ہے:

1- سقراط اور مقاصدِ تعلیم (Socrates and Aims of Education): یونانی مفکر سقراط کے نزدیک تعلیم کا مقصد سچائی کی تلاش تھا۔

2- افلاطون اور مقاصدِ تعلیم (Plato and Aims of Education): یونانی فلسفی افلاطون کے مطابق تعلیم کا مقصد فرد کی فطری صلاحیتوں کو دریافت کر کے ان کی تربیت کرنا تھا تاکہ ہر شخص سے اس کی اہلیت کے مطابق کام لیا جا سکے۔

3- ارسطو اور مقاصدِ تعلیم (Aristotle and Aims of Education): افلاطون کے شاگرد ارسطو کے نزدیک تعلیم کا مقصد مادی اور روحانی آسودگی حاصل کرنا تھا۔

4- سسرو اور مقاصدِ تعلیم (Sisro and Aims of Education): قدیم روم کے عظیم مفکر سسرو کے نزدیک تعلیم کا مقصد فرد

میں قوت ابلاغ اور فن تقریر کی صلاحیت پیدا کرنا تھا۔

5- عرب تہذیب اور مقاصد تعلیم (The Arab Civilization and Aims of Education): اسلام سے قبل عرب میں تعلیم کا مقصد شاعرانہ فصاحت و بلاغت اور جرأت و بہادری پیدا کرنا تھا جبکہ اسلام کے بعد عرب میں تعلیم کا مقصد رضائے الٰہی، انسانی تہذیب و تمدن، شرافت، انسانی حقوق کی پاسداری اور کلمہ حق کا پرچار کرنا تھا۔

6- مغربی تہذیب اور مقاصد تعلیم (Western Civilization and Aims of Education): مغربی معاشرے میں مختلف ادوار میں مقاصد تعلیم مختلف رہے ہیں:

- i- دور وسطیٰ (The Middle Ages) میں یورپ کا دور "عہد تاریک" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ صرف پادری حضرات پڑھے لکھے ہوتے تھے۔ تعلیم کا سب سے بڑا مقصد لاطینی زبان اور عبادات سکھانا تھا۔
- ii- اصلاحی دور (Reformation Period) میں تعلیم کا مقصد ایسے باشعور اور صاحب عقل شہری تیار کرنا تھا جو مذہبی تعلیم کے حامل ہوں۔
- iii- زوال پذیر دور (Decline Age) میں تعلیم کا مقصد شائستہ اطوار اور درباری ادب آداب سکھانا تھا۔
- iv- تحریک احیاء (Revival Movement) کے دور میں تعلیم کا مقصد شخصیت کی آزادانہ نشوونما اور تحقیق و جستجو تھا۔
- v- صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) کے دور میں تعلیم کا مقصد سائنسی اور صنعتی مضامین کا فروغ تھا۔

7- برطانوی بورڈ برائے تعلیم اور مقاصد تعلیم (British Board of Education and Aims of Education):

برطانوی بورڈ برائے تعلیم کے مطابق تعلیم کے مقاصد درج ذیل تھے:

i-	مشاہدے کی عادت	ii-	دلائل کی صلاحیت
iii-	انسانی کارناموں میں پرجوش دلچسپی	iv-	ذہانت کی ترقی
v-	عملی کام کی اہلیت		

8- ہمارے قومی مقاصد (Our National Aims): ہمارے قومی مقاصد میں پانچ نکات بنیادی اہمیت رکھتے ہیں:

- i- رضائے الٰہی کا حصول
- ii- دوقومی نظریے کا تحفظ
- iii- تعلیم یافتہ، باشعور اور محب وطن شہری پیدا کرنا
- iv- سائنس، ٹیکنالوجی اور جدید تعلیم کا فروغ
- v- فنی، پیشہ وارانہ تعلیم اور روزگار کے مواقع

تاریخ کے مختلف ادوار میں تعلیمی مقاصد کا ارتقاء جاری رہا ہے۔ جب وقت کے تقاضے بدلتے ہیں تو تعلیم کے مقاصد بھی بدل جاتے ہیں۔ ہر معاشرے کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں اور وہ انہی کے مطابق مقاصد تعلیم متعین کرتا ہے۔

مقاصد تعلیم کی اہمیت / مقاصد تعلیم کے تعین کی ضرورت

(Importance of Aims of Education)

تعلیمی ترجیحات، تعلیم کی سمتیں اور تعلیم سے ہماری جو توقعات وابستہ ہوتی ہیں، انہیں "مقاصد تعلیم" کہا جاتا ہے۔ اگر مقاصد تعلیم کا تعین نہ کیا جائے تو تعلیم کی کوئی منزل یا کوئی خاص سمت نہ ہوگی۔ ہر معاشرہ اپنی نئی نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے کروڑوں روپے صرف کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ تعلیم بے مقصد کیسے ہو سکتی ہے۔ تعلیم کے مقاصد کا تعین پہلے سے کر لیا جاتا ہے تاکہ ایک مربوط لائحہ عمل تشکیل دیا جا سکے۔ تعلیم کے لیے مقاصد کی اہمیت کا اندازہ ذیل کے نکات سے لگایا جا سکتا ہے:

1- درست سمت (Accurate Direction): مقاصد تعلیم ایسے سنگ میل (Milestone) ہیں جن کی مدد سے منزل کی طرف

جانے کے لیے درست سمت کا پتہ چلتا ہے۔ اگر مقاصد کا تعین نہ ہو تو تعلیمی نظام انتشار اور کشمکش کا شکار ہو جائے گا۔

2-انتظام و انصرام(Administration): کسی بھی نظام کو چلانے کے لیے اس کے انتظامی امور کی اہمیت بیّن (واضح) ہے۔ ہمارے جس قسم کے تعلیمی مقاصد ہوں گے اسی تناسب سے بجٹ، عمارت کی وسعت، تدریسی سہولیات، تدریسی سٹاف کی تعداد، سٹاف کی اہلیت، ساز و سامان، نصاب تعلیم، ہم نصابی سرگرمیاں، جائزے اور نگرانی کا عمل تشکیل دیا جائے گا۔ مقاصد کا تعین نہ ہو تو تعلیمی انتظام چلانا ناممکن ہو گا۔

3-فیصلہ سازی(Decision Making): تعلیمی نظام چلانے کے لیے ہر قدم پر مختلف قسم کے فیصلے کرنا ہوتے ہیں۔ یہ فیصلے ہمیشہ تعلیمی مقاصد کو مدنظر رکھ کر کیے جاتے ہیں۔ مقاصد کا تعین بذات خود سب سے اہم اور اولین فیصلہ ہوتا ہے۔ پس تعلیمی مقاصد اور تعلیمی فیصلہ سازی آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔

4-تدوین نصاب(Curriculum Development): تعلیمی مقاصد ہی اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ہم نے بچوں کو کون سا نصابی مواد (Course Content) دینا ہے؟ ہم نے تعلیم کے ذریعے کس قسم کے افراد پیدا کرنے ہیں؟ کس عمر کے بچوں کو کس لیول کی معلومات فراہم کرنی ہیں؟ کون سی نصابی اور ہم نصابی سرگرمیاں شامل ہونی چاہئیں؟ کس کلاس میں کون سے مضامین شامل کیے جائیں؟

درج بالا امور کو پیش نظر رکھے بغیر نصاب سازی کا عمل مکمل نہیں ہو سکتا۔ درج بالا تمام امور کے لیے تعلیمی مقاصد ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ گویا نصاب سازی کے لیے مقاصد تعلیم ایک راہنما ستارہ (Guiding Star) ہیں۔

5-درسی کتب(Text Books): کسی مصنف کے لیے مقاصد تعلیم کو سامنے رکھے بغیر درسی کتاب تیار کرنا ناممکن ہے۔ اگر مقاصد ہی سامنے نہ ہوں تو درسی کتاب کی تیاری ایک بے کار عمل ہو گا۔ درسی کتاب کی تیاری کے لیے زبان کتنی مشکل ہونی چاہیے؟ معلومات کا درجہ کیا ہو؟ کتاب کس عمر کے بچوں کے لیے ہو اور اس کی ضخامت کتنی ہونی چاہیے؟ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو مصنفین نے کتاب تیار کرتے ہوئے پیش نظر رکھنا ہوتے ہیں، لہٰذا تعلیمی مقاصد ہی وہ راہنما اصول ہیں جو مصنفین کی ہر لحاظ سے راہنمائی کرتے ہیں۔

6-طریقہ تدریس (Method of Teaching): مقاصد تعلیم کے واضح ادراک کے بغیر ایک ٹیچر طلباء کے لیے موزوں تدریسی طریقوں کا انتخاب نہیں کر سکتا۔ اگر مقاصد تعلیم متعین ہوں تو وہ نہایت تسلی و اطمینان سے تدریس کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ معلم اس بات کا تعین کرتا ہے کہ طریقہ ہائے تدریس مقاصدِ تعلیم سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں اور مقاصد تعلیم تک پہنچنے میں معاون ثابت ہو رہے ہیں، لہٰذا مقاصد تعلیم کا تعین تدریسی طریقوں کے انتخاب کے سلسلے میں مصنف کو انتشار سے بچاتا ہے۔

7-راہنمائی(Guidance): معلم "انسان ساز" اور "قوم ساز" ہوتا ہے۔ اس نے تعلیم کے ذریعے ایسے نوجوان تیار کرنا ہوتے ہیں جو قوم کے تابناک مستقبل کی ضمانت ہوں۔ معلم کا اپنے طلباء سے نہایت قریبی رابطہ ہوتا ہے اور وہ تعلیم کے علاوہ ان کے ذاتی فیصلوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ طلباء اپنے معلم سے مختلف امور میں راہنمائی کے لیے مشورے طلب کرتے ہیں۔ اگر معلم خود نظریہ حیات اور مقاصد تعلیم سے آگاہ نہ ہو تو ان کی راہنمائی کا درست فریضہ سرانجام نہ دے سکے گا۔ پس نوجوان نسل کی صحیح راہنمائی کے لیے مقاصد تعلیم کا تعین اور شعور ہونا ضروری ہے۔

8-تحریک(Motivation): مقاصد کسی قوم کی منزل کو واضح (Clear) کرتے ہیں۔ چنانچہ اس قوم میں منزل کے حصول کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ایک جذبہ اور توانائی ملتی ہے اور قوم منزل کے حصول کے لیے دن رات ایک کر دیتی ہے۔

9-وسائل کا انتخاب(Choice of Sources): ہر کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے وسائل کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر مقاصد تعلیم متعین ہوں تو مطلوبہ وسائل، ذرائع، تدابیر اور معاونات کے حصول میں سہولت رہتی ہے کیونکہ ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ اتنے وقت کے اندر ہمیں اتنے مالی، انسانی، اخلاقی اور معاشرتی وسائل کی ضرورت ہے۔ پھر مقاصد متعین ہوں تو ان وسائل کو ہم اپنے حسنِ انتظام کی بدولت بھرپور انداز میں استعمال کر سکتے ہیں۔

10-اہم مشن(Important Mission): تعلیم چونکہ انتہائی اہم مشن ہے، اس لیے حالات و واقعات کے آسرے پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اس کے لیے منظم منصوبہ بندی ضروری ہے اور کسی بھی منصوبہ بندی کے لیے ہمیں سب سے پہلے مقاصد متعین کرنا ہوتے ہیں۔

11- درست نشوونما(Proper Development): بچے کو خود رو پودے کی طرح آزاد نہیں چھوڑا جا سکتا کہ اپنی مرضی سے پروان چڑھے اور جس طرح خود رو پودے میں بدنما اور بے ترتیب شاخیں پیدا ہو جاتی ہیں اسی طرح اس میں نامناسب عادات اور غلط رویے نمو پانے لگیں۔ ایک ادارے نے طالب علم کی روح کی بالیدگی اور فکری بلندی کے لیے کام کرنا ہوتا ہے۔ جب تک کسی ادارے کے سامنے تعلیم کے مقاصد واضح نہ ہوں نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کا کام صحیح انداز سے انجام نہیں دیا جا سکتا۔

12- پیشہ وارانہ تربیت(Professional Training): مقاصد تعلیم سے اس بات کا تعین ہوتا ہے کہ حالات حاضرہ کے مطابق کس قسم کی پیشہ وارانہ تربیت ضروری ہے اور کس شعبے میں کتنے ہنرمند افراد کی ضرورت ہے؟ اس کے مطابق پھر ادارے قائم ہوتے ہیں اور اساتذہ کی تعیناتی ہوتی ہے اگر مقاصد سامنے نہ ہوں تو جس شعبے میں ہمیں افراد درکار ہوں گے ممکن ہے کہ وہاں ایک فرد بھی میسر نہ آئے اور جس شعبے میں افراد کی ضرورت ہی نہ ہو وہاں سینکڑوں ہنرمند افراد موجود ہوں۔ پس درست اور ضرورت کے مطابق پیشہ وارانہ تربیت کے لیے مقاصد کا تعین ضروری ہے۔

13- روشن مستقبل(Bright Future): کسی قوم کا مستقبل صرف اس وقت روشن ہو سکتا ہے جب وہ منظم طریقے سے اپنے مستقبل کی تیاری کر رہی ہو۔ بے ہنگم جدوجہد اور بے ترتیب کوششوں سے کبھی اچھا مستقبل حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پس وقت کے بدلتے تقاضوں کے مطابق مقاصد تعلیم کا تعین روشن مستقبل کو قریب کر دیتا ہے۔

14- جائزہ(Evaluation): کوئی بھی کام اس وقت تک فضول ہے جب تک اس کے اختتام پر حاصلات کا جائزہ نہ لیا جائے۔ حاصلات کا جائزہ صرف اس وقت ممکن ہے جب مقاصد پہلے سے متعین ہوں تاکہ پتہ چل سکے کہ یہ مقاصد کس حد تک حاصل ہوئے ہیں۔
اسی طرح تعلیمی عمل بھی جائزے کے بغیر بے معنی ہے۔ جائزہ ہی ہمیں اپنے نظام کی خامیوں سے آگاہ کرتا اور آئندہ بہتر لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ تعلیمی جائزے کے عمل کے لیے حاصلات کا تعلیمی مقاصد سے موازنہ کیا جاتا ہے کہ آیا یہ مقاصد حاصل ہوئے ہیں یا نہیں یا ان کے حصول میں کتنی کمی رہ گئی ہے۔ پس جائزے کا عمل تعلیمی مقاصد کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔

تعلیمی مقاصد کی اہمیت کے بارے میں پروفیسر ملک کبیر احمد عاربی کی رائے:

"تعلیمی مقاصد کسی بھی تعلیمی نظام کا مرکز و محور ہوتے ہیں یا یہ ایسی بنیاد ہوتے ہیں جس پر تعلیمی نظام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر بنیاد کمزور ہو گی تو یہ عمارت دیر تک کھڑی نہیں رہ سکتی۔"

سوال: مقاصد تعلیم سے کیا مراد ہے؟ پاکستان میں نظام تعلیم کے مقاصد کے تعین میں کن باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے؟
(گوجرانوالہ بورڈ 2016ء)

جواب

پاکستان کے قومی تعلیمی مقاصد

(National Educational Objectives of Pakistan)

پاکستان ایک نظریاتی اسلامی ملک ہے۔ یہ اگست 1947ء میں دو قومی نظریے کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ پاکستان کے اسلامی تشخص کے پیش نظر اس کے قومی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

-1 اسلامی معاشرے کا قیام	-2 نظریہ پاکستان کا تحفظ	-3 قومی اتحاد کا فروغ
-4 جذبہ حب الوطنی کا فروغ	-5 ناخواندگی کا خاتمہ	-6 سائنسی ترقی
-7 پیشہ وارانہ تربیت	-8 دستی کام کی عظمت	-9 جمہوریت کی تربیت

1- اسلامی معاشرے کا قیام: 1947ء میں پاکستان ایک آزاد اسلامی مملکت کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے لئے ایک الگ وطن اس لئے حاصل کیا تھا کہ وہ اس میں قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ایک اسلامی معاشرہ تشکیل دے سکیں۔ چنانچہ پاکستان بننے کے بعد جو قومی مقاصد تعلیم طے کئے گئے ان میں اخوت اور معاشرتی انصاف کی بنیادوں پر ایک اسلامی معاشرے کا قیام نمایاں تھا۔ ایک ایسا

www.downloadclassnotes.com

معاشرہ جہاں خدا کی حاکیت قائم ہو اور جو عدل و انصاف اور مساوات جیسی اقدار کا آئینہ دار ہو۔ 1959ء کے قومی تعلیمی کمیشن نے بھی اسلامی معاشرے کے قیام کو تعلیمی مقاصد میں شامل کیا۔

2- نظریہ پاکستان کا تحفظ: پاکستان کا قیام دو قومی نظریئے کی بنیاد پر عمل میں لایا گیا تھا۔ چنانچہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک نظریہ پاکستان کے تحفظ کو اہم قومی تعلیمی مقاصد میں شمار کیا جاتا ہے۔ 1947ء کی پہلی تعلیمی کانفرنس نے بھی سفارش کی کہ دو قومی نظریئے کو پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد ہونا چاہئے۔ اس کے بعد 1978ء کی تعلیمی پالیسی میں کہا گیا کہ تعلیم کا مقصد ایسے شہری پیدا کرنا ہے جو نظریہ پاکستان اور ملک کی تاریخ و سیاست سے آگاہ ہوں۔ پاکستان کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ نئی نسل کو نظریہ پاکستان سے روشناس کروایا جائے تاکہ وہ وطن دشمن عناصر سے ہوشیار رہیں۔

3- قومی اتحاد کا فروغ: اس وقت پاکستان کی سلامتی کو داخلی و خارجی دشمنوں سے خطرہ لاحق ہے۔ ان حالات میں قومی اتحاد ملک کی اہم ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے قومی تعلیمی مقاصد میں قومی اتحاد کے فروغ کو اہم مقام حاصل ہے۔ 1971ء میں سقوط مشرقی پاکستان کے المیے نے قومی اتحاد کی ضرورت کو مزید اجاگر کر دیا ہے۔

4- جذبہ حب الوطنی کا فروغ: پاکستان کی قومی تعلیم کا ایک مقصد پاکستان کے شہریوں میں جذبہ حب الوطنی پیدا کرنا ہے تاکہ صوبائی تعصبات کا خاتمہ ہو اور قومی یکجہتی میں اضافہ ہو۔ وطن کی محبت ملک کے استحکام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

5- ناخواندگی کا خاتمہ: پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ شرح خواندگی کے لحاظ سے یہ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ سائنسی دور میں جہالت کے لئے جگہ نہیں' لہٰذا قیام پاکستان کے بعد ہر حکومت نے ناخواندگی کے خلاف جہاد کیا ہے۔ ناخواندگی کا خاتمہ کرنا قومی تعلیم کا ایک اہم مقصد ہے۔

6- سائنسی ترقی: دنیا اکیسویں صدی میں قدم رکھ چکی ہے۔ گزشتہ نصف صدی میں سائنس نے بہت ترقی کی ہے اور سائنسی ایجادات نے زندگی میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ سائنس کی ترقی کے بغیر کوئی بھی ملک خوشحال نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے تعلیمی مقاصد میں سائنسی علوم کی اشاعت اور ترویج کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ پرائمری سطح پر ہی سائنس کو نصاب تعلیم میں شامل کر دیا گیا ہے اور ملک میں سائنسی تحقیق کے کئی ادارے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان دنیا کے ایٹم بم بنانے والے ممالک میں شامل ہو گیا ہے۔

7- پیشہ وارانہ تربیت: پیشہ وارانہ تربیت سے مراد وہ تعلیم ہے جس کے ذریعے افراد کو پیشہ وارانہ علوم سے آراستہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ ہنرمند بن کر معاشرے کے مفید رکن بن جائیں۔ جدید دور میں پیشہ وارانہ تربیت ہر تعلیمی نظام کا لازمی حصہ ہے۔ پاکستان کے تعلیمی مقاصد میں پیشہ وارانہ تربیت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

8- دستی کام کی عظمت: جدید دور میں ترقی یافتہ اقوام نے دستی کام کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ دستی کام (Manual Work) سے نہ صرف معاشرتی فرق ختم کرنے میں مدد ملتی ہے بلکہ اس سے زیادہ افراد کی شرکت سے کام کی رفتار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ 1959ء کے قومی تعلیمی کمیشن نے بچوں میں دستی کام کی عظمت کا احساس پیدا کرنے کو تعلیم کے قومی مقاصد میں شامل کیا۔ اسی طرح ثانوی تعلیمی مقاصد میں کارکن کی حیثیت سے محنت کی عظمت کے لئے تحسین کا جذبہ پیدا کرنے کو اہمیت دی گئی ہے۔ 80-1972ء کی تعلیمی پالیسی میں بھی کہا گیا ہے کہ نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیتیں ابھاری جائیں گی اور ان میں محنت کی عظمت کے احساس کو اجاگر کیا جائے گا۔

9- جمہوریت کی تربیت: جدید دور میں تعلیم کے سیاسی مقاصد میں شہریوں کے کردار کی تعمیر' قیادت کی تربیت' بین الاقوامی مفاہمت اور جمہوریت کی تربیت شامل ہیں۔ تعلیم سے شہریوں کی سیاسی تربیت ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق و فرائض کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ جمہوری نظام کی بنیاد معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور پر قائم ہے۔ پاکستان کے قومی مقاصد تعلیم میں جمہوریت کی نشوونما کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

تعلیمی مقاصد کے چناؤ کے چار نظریات

(Theories of Selection of Objectives of Education)

تعلیمی مقاصد کے انتخاب کے مندرجہ ذیل چار نظریات ہیں:

-1 علم برائے علم کا نظریہ　　-2 شخصیت کی مکمل نشوونما کا نظریہ
-3 معاشرے کی تعمیر نو کا نظریہ　　-4 حصول معاش کا نظریہ

1- علم برائے علم کا نظریہ: اس نظریئے کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ علم صرف معلومات (علم) حاصل کرنے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے اور علم سے آراستہ ہو کر افراد کے کردار بہتر ہو جاتے ہیں۔ مگر اس نظریئے کے مخالفین کے مطابق محض معلومات حاصل کر لینے سے کردار کی تعمیر نہیں ہوتی کیونکہ بات اسی وقت اثر کرتی ہے جب دل سے نکلتی ہے۔

2- شخصیت کی مکمل نشوونما کا نظریہ: اس نظریئے کی رو سے علم حاصل کرنے کا مقصد فرد کی شخصیت کی مکمل نشوونما ہے۔ تعلیم حاصل کر لینے سے فرد کی اخلاقی، روحانی، معاشرتی، سیاسی، جمالیاتی اور ذہنی تربیت ہو جاتی ہے۔ اس تربیت سے اس کا اخلاق بہتر ہو جاتا ہے اور وہ معاشرے کا ایک مفید رکن بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم یافتہ شہری مثالی معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔

3- معاشرے کی تعمیر نو کا نظریہ: اس نظریئے کا خالق مشہور امریکی ماہر تعلیم جان ڈیوی (John Dewey) ہے۔ اس کے مطابق تعلیم کا مقصد معاشرے کی تعمیر نو (Reconstruction) ہے جس سے تجربے کے معانی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ڈیوی کہتا ہے:

"Education is a continuous reconstruction or reorganisation of experience which adds to the meaning of experience and which increases the ability to direct the course of subsequent experience."

''تعلیم تجربے کی مسلسل تعمیر نو یا تنظیم نو کا نام ہے۔ جس سے تجربے کے معانی میں اضافہ ہوتا ہے اور آئندہ پیش آنے والے تجربے کا رخ متعین کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔''

4- حصول معاش کا نظریہ: حصول معاش کے نظریئے کے مطابق تعلیم کا مقصد افراد کو پیشہ وارانہ علوم سے آراستہ کرنا ہے تاکہ وہ ہنرمند بن کر اپنا روزگار کمانے کے قابل ہو جائیں۔ یہ نظریہ جزوی طور پر تو درست دکھائی دیتا ہے مگر اس کی جامعیت مشکوک ہے کیونکہ اس میں افراد کی کردار سازی اور معاشرے کی تعمیر نو کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

سوال: پاکستان کے نظام تعلیم کے اخلاقی اور روحانی مقاصد تعلیم کی وضاحت کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2009ء)

☞ روحانی و اخلاقی مقاصد تعلیم کی تفصیل بیان کریں۔ (فیصل آباد بورڈ 2016ء، لاہور بورڈ 2015ء، گوجرانوالہ بورڈ 2013ء)

جواب

روحانی و اخلاقی مقاصد تعلیم

نظریاتی مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظام تعلیم میں مقاصد تعلیم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان مقاصد تعلیم کو چار بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کا حصول ہی ہمارے عمل تعلیم کا محور و مرکز ہے:

(i) روحانی و اخلاقی مقاصد　　(ii) ذہنی و عقلی مقاصد
(iii) معاشی و پیشہ وارانہ مقاصد　　(iv) سماجی و ثقافتی مقاصد

روحانی و اخلاقی مقاصد:

ہمارا ملک پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے جس کا حصول ہی اسلام کی بنیاد پر ہوا لہٰذا پاکستانی معاشرے میں اخلاقی و روحانی لحاظ سے افرادِ معاشرہ کی تعلیم و تربیت کو اولیت حاصل ہے۔ اس میں رضائے الٰہی کے حصول کو اہم ترین مقصد تعلیم کی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور عقیدۂ توحید ان مقاصدِ تعلیم کا مرکز و محور ہے۔ اس لحاظ سے مقاصدِ تعلیم مندرجہ ذیل ہیں:

(i) رضائے الٰہی　　(ii) معرفت الٰہی　　(iii) اطاعت الٰہی
(iv) دین اسلام کا علم اور فہم و بصیرت　　(v) اخلاق حسنہ اور تزکیہ نفس
(vi) فکر آخرت　　(vii) صبر و شکر　　(viii) سچائی اور راست بازی

(ix) عدل وانصاف	(x) امانت ودیانت	(xi) عفوودرگزر
(xii) رواداری	(xiii) احسان	(xiv) مساوات
(xv) اخوت	(xvi) تقویٰ	

(i) رضائے الٰہی: تعلیم کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ تمام اعمال صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے ہونے چاہئیں۔ اخلاص نیت کے ساتھ چھوٹا عمل بھی بہت بڑی نیکی شمار ہوگا اور منافقت کی صورت میں ایک بڑا عمل بھی وبال ثابت ہوگا' اس لیے تعلیم کے مقاصد میں اس نکتہ کو اولین حیثیت حاصل ہے۔

(ii) معرفتِ الٰہی: تعلیم کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ طالب علم تعلیم کے نتیجے میں اللہ رب العالمین کو پہچان سکے' وہ اللہ ہی کو اپنا خالق' مالک' پروردگار اور حاکم سمجھے' وہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات اور اس کی بادشاہی کا شعور حاصل کر سکے اور تعلیم کے نتیجے میں وہ خود کو اللہ کا بندہ سمجھے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونے کا یقین پیدا ہو۔ ایسی تعلیم بیکار ہے جس سے انسان اپنے مالک و خالق سے دور ہو۔ طالب علم کو اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے اور اس کی تمام صفات کا علم اور یقین ہو۔

(iii) اطاعتِ الٰہی: تعلیم کا ایک مقصد یہ ہے کہ تعلیم یافتہ فرد اپنی عملی زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ایک مسلمان کی حیثیت سے بسر کرنے کے قابل ہو جائے' وہ اسلامی عبادات پر عمل پیرا ہو کر حلال اور حرام میں تمیز کر سکے۔ وہ حق کی پیروی کرے اور باطل سے اپنے آپ کو بچائے اور اس طرح اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔

(iv) دین اسلام کا علم اور فہم وبصیرت پیدا کرنا: تعلیم کے نتیجے میں انسان کو محض خواندہ بنانا ہی مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے طالب علم میں دینِ اسلام کی سوجھ بوجھ پیدا کرنا ہے۔ تعلیم کے حصول کے بعد وہ اس قابل ہو جائے کہ وہ غیر اسلامی زندگی سے بچ سکے' وہ اسلامی نظامِ زندگی کے مزاج اور روح سے آگاہ ہو اور فکر و عمل کے ہر گوشے اور زندگی کے ہر شعبے میں طالب علم یہ جان سکے کہ کون سا طرزِ فکر اور عمل دین اسلام کے مطابق ہے اور کون سا دینِ حق کے خلاف ہے۔ اسے دین کے تمام بنیادی عقائد' عبادات اور تعلیمات کا علم حاصل ہو اور یقین ہو کہ اصل حقائق وہ ہیں جو دینِ اسلام پیش کرتا ہے۔

(v) اخلاقِ حسنہ اور تزکیہ نفس: طالب علم اسلامی عقائد وعبادات اور فہم دین کے ساتھ ساتھ اپنی سیرت و کردار' عادات و اطوار اور عملی زندگی ایک اسلامی ریاست کے باشعور اور باکردار مسلمان شہری کی حیثیت سے بسر کرنے کے قابل ہو۔ وہ اپنی گفتار و کردار میں اسلامی رویے کا عملاً مظاہرہ کرے۔ اسی طرح اخلاقیات کو انسانی زندگی میں اہم مقام حاصل ہے۔ تعلیم کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ تعلیم یافتہ انسان اچھے اخلاق کو اپنانے والا اور برے اخلاق اور ناپسندیدہ کاموں سے بچنے والا ہو۔ نفس کی پاکیزگی اور اخلاق حسنہ اعلیٰ انسانی صفات ہیں۔ تعلیمی عمل کے نتیجے میں ہر بچے میں ان صفات کا پیدا ہونا ضروری ہے۔

(vi) فکرِ آخرت: تعلیم کا ایک مقصد یہ ہے کہ تعلیم انسان کو اپنی حقیقی یعنی آخرت کی زندگی میں کامیابی اور فلاح کے لیے تیار کرے۔ اسے ہر وقت یہ احساس ہو کہ موجودہ دنیا میں اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو' جو کل یعنی آخرت کی زندگی میں اس کے لیے وبال اور نقصان کا باعث بنے۔ اس طرح آخرت کی فکر اور کامیابی قدم قدم پر اس کے پیش نظر رہے۔

(vii) صبر وشکر: قرآنی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جن نیک اوصاف کو پسند فرماتا ہے اور انسان جن کو بحیثیت قدر اپنے اوپر لاگو کرتا ہے' اُن میں سے ایک صبر وشکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو منصب بخشا اور جس طرح کائنات کو اس کے لیے مسخر کیا ہے' اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ انسان جب قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اللہ کی رضا کے لیے جستجو کرتا ہے تو اس میں صبر کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تعلیم کا مقصد ہمارے اندر صبر وشکر کی خاصیت پیدا کرنا ہے۔

(viii) سچائی وراست بازی: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تلقین کی ہے کہ سچائی اور راست بازی اپناؤ تو فلاح پاؤ گے۔ بصورتِ دیگر جو بھی عمل ہوگا وہ خدا کا پسندیدہ نہیں ہوگا۔ انسان کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ قرآن پاک میں سچائی اور راست بازی کو صداقت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کو پیغمبرانہ صفت کہا گیا ہے۔ تعلیم کا مقصد ہمارے اندر سچائی اور راست بازی کی صفت اُجاگر کرنا ہے۔

(ix) عدل وانصاف: قرآن پاک کی تعلیمات سے فروغ پانے والی ایک اہم اور بنیادی قدر عدل وانصاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے

سچائی اور راست بازی کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف قائم کرنے پر زور دیا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے سے اور اس کے عملی اطلاق سے فرد کی تمدنی اور معاشرتی زندگی میں کوئی ناخوشگوار واقعہ وقوع پذیر ہونے کا امکان نہیں ہوتا۔ عدل و انصاف کا شعور بیدار کرنا تعلیم کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

(x) امانت اور دیانت داری: امانت کی پاسداری اور دیانت داری بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ صفت ہے جس کو انسان بطور قدر اپنا کر اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ امانت اور دیانتداری سچائی اور راست بازی کی ہی ایک شکل ہے۔ کوئی بھی شخص اگر کسی سے مشورہ کرتا ہے تو اس کو صحیح مشورہ دینا اور اس کے رازوں کی پاسداری کرنا بھی امانت میں شامل ہے۔ تعلیم کا مقصد قرآنی تعلیمات کی تعلیم ہے۔ تعلیم ہمیں امانت اور دیانت داری کا درس دیتی ہے۔

(xi) عفو و درگزر: قرآنِ کریم میں عفو و درگزر کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے' لہٰذا عفو و درگزر ایک اسلامی قدر ہے جس کے فروغ کے لیے اسلامی تعلیمات زور دیتی ہیں۔ بنیادی طور پر قرآنی تعلیمات میں عفو و درگزر سے مراد کسی کی خطا اور غلطیوں کو معاف کر دینا ہے لیکن برائی اور غلطیوں کو فروغ نہیں ملنا چاہیے۔ اس قدر کی تفصیلی تدریس بھی عمل تعلیم کا حصہ ہے۔

(xii) رواداری: بنیادی طور پر رواداری عفو و درگزر کی ہی ایک صفت ہے جس کو اپنانے کی قرآن پاک میں تلقین کی گئی ہے۔ معاشرے میں رواداری ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس سے اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے۔ رواداری کو اپنانے سے وسیع تر مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔ آج کے جدید دور میں رواداری کی تدریس تعلیم کے اہم ترین مقاصد میں شامل ہے۔

(xiii) احسان: بنیادی طور پر اپنے وسیع تر مفہوم میں احسان اسلام کی ایک اہم قدر ہے جس کو اپنانے کی قرآن نے تلقین کی ہے۔ احسان کا مطلب یہ ہے کہ مجموعی طور پر لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے جو کہ ان کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔ احسان کرنے اور احسان لینے سے معاشرے میں ایک صحت مند ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ احسان کا درست مفہوم واضح کرنا تعلیم ہی کا وصف ہے۔

(xiv) مساوات: اسلام میں قرآنی تعلیمات کے مطابق مساوات بحیثیت معاشرتی قدر کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ بنیادی طور پر قرآن پاک میں مساوات اختیار کرنے پر خاصا زور دیا گیا ہے۔ تمام انسانوں کو برابر کے حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔ تمام افراد کو تعلیم حاصل کرنے کے یکساں مواقع میسر ہونے چاہئیں۔ ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق روزگار ملنا چاہیے۔ مساوات معاشرے میں نظم و ضبط اور امن و سکون لاتی ہے۔ کسی بھی فرد کو نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ مساوات کا تصور اُجاگر کرنا ہمارے مقاصدِ تعلیم میں شامل ہے۔

(xv) اخوت: اسلامی معاشرے کی ایک اور اہم قدر اخوت ہے۔ مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھتے ہوں' آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اس اسلامی قدر کا ایک عالمگیر اور آفاقی مفہوم ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے انسان کے اندر ہوس' حرص اور ذاتی مفادات جیسے رجحانات کا مکمل طور پر خاتمہ ہوتا ہے۔ یکجہتی' اتحاد اور بھائی چارے کو فروغ حاصل ہوتا ہے جو کہ ایک بہترین تمدنی زندگی کے ضامن ہیں۔ تعلیم اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دیتی ہے۔

(xvi) تقویٰ: اسلام میں تقویٰ کی بحیثیت تعلیمی قدر بڑی اہمیت اور قدر و منزلت ہے۔ بنیادی طور پر تمام اسلامی اقدار کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ قرآنی تعلیمات میں تقویٰ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے کہ اے مومنو تقویٰ حاصل کرو جو تمہاری دنیاوی اور ابدی زندگیوں میں فلاح کا باعث ہے۔ بلاشبہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ فعل ہے۔ ہمارے نظامِ تعلیم میں تقویٰ کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

تعلیم کے مندرجہ بالا مقاصد ایک انسان کو حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار' متقی اور پرہیزگار بندہ بننے میں مددگار ثابت ہوں گے' وہ خود نیکی پر عمل کرنے والا اور دوسروں تک اس نیکی کے پیغام کو پہنچانے والا ہو' دینِ حق کی روشنی دوسروں تک پہنچانا اور غلبۂ دین کے لیے اپنی پوری توانائیاں صَرف کرنا ایک تعلیم یافتہ فرد کا نصب العین ہو' وہ صبر و استقامت سے راہِ حق پر گامزن رہے اور وقت آنے پر ملک و قوم اور ملتِ اسلامیہ کے لیے اپنی جان اور مال قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

سوال: تعلیم کے ذہنی اور علمی مقاصد تفصیل سے بیان کریں۔ (راولپنڈی بورڈ 2017ء)

جواب

تعلیم کے ذہنی اور علمی مقاصد

تعلیم کے جو مقاصد متعین کیے جاتے ہیں' ان میں ذہنی اور علمی مقاصد کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ تعلیم کا مقصد انسانی زندگی کو خوشگوار

بنانا اور فرد کو معاشرہ کا ایک اہم رکن بنانا ہے۔ پاکستان چونکہ ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے اس لیے ہمیں اپنے مقاصد کا تعین کرتے وقت اپنے نظریاتی پہلو کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

تعلیم ہمیشہ معاشرے کے فلسفۂ حیات کے تابع ہوتی ہے۔ فلسفہ جہاں زندگی کے تمام شعبوں کو بنیادی تصورات و افکار فراہم کرتا ہے' وہاں نظام تعلیم کے لیے فکری بنیاد بھی فلسفۂ حیات سے حاصل ہوتی ہے۔ تعلیم کا عمل پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری لمحہ تک جاری رہتا ہے۔ تاریخ کتنا ہی فاصلہ طے کر جائے یا زمانہ کتنا ہی ترقی کر جائے' جب تک یہ دنیا قائم ہے اور اس پر انسان کا وجود ہے' وہ ان بنیادی سوالات کا سامنا کرتا رہے گا۔ ان بنیادی سوالات میں انسان' کائنات' خالق کائنات اور زندگی کا حقیقی تصور شامل ہیں۔

گویا انسان' کائنات' خدا اور زندگی کے حقیقی تصورات کو جانے بغیر تصورِ تعلیم اور مقاصدِ تعلیم کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے ہر معاشرہ میں اہلِ فکر و نظر نے ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح اپنے افرادِ معاشرہ کے لیے اور خاص طور پر اپنی نسل نو کے لیے تعلیمی افکار اور مقاصدِ تعلیم وضع کیے ہیں۔

پاکستان جیسی نظریاتی مملکت کے نظامِ تعلیم میں ذہنی اور علمی نقطہ نظر سے تعلیم کے مندرجہ ذیل مقاصد ہونا ضروری ہیں:

(i) خودشناسی (ii) تسخیر کائنات (iii) تصورعلم سے آگاہی
(iv) خلافت الٰہی کی ذمہ داریاں (v) عالمی قیادت کی صلاحیت
(vi) ذہنی نشوونما (vii) شرح خواندگی میں اضافہ

(i) خودشناسی: تعلیم کا ایک مقصد یہ ہے کہ تعلیم کے نتیجے میں خودشناسی' خود آگاہی اور معرفتِ نفس کے ذریعے انسان نہ صرف اپنی صلاحیتوں کو پہچان کر انہیں استعمال میں لا سکتا ہے بلکہ انہیں نشوونما دے کر اعلیٰ مراتب تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اسے خودی کا نام دے کر تعلیمی مقاصد کے لیے ایک علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔

(ii) تسخیر کائنات: تعلیم کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ طالب علم اس کائنات کی حقیقت کو سمجھے۔ اس کے پوشیدہ خزانوں کا کھوج لگائے۔ اس کائنات کو اپنے مقاصد کے لیے جائز اور بھرپور طریقے سے استعمال میں لائے اور اسے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے طور پر شمار کرے۔ تسخیر کائنات کے لیے سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کا حصول ضروری ہے۔

(iii) تصورعلم سے آگاہی: تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ طالب علم' علم کے حقیقی تصور سے آگاہ ہو کر حقیقی سرچشمہ علم اور ذرائع علم سے واقفیت حاصل کرے اور انہیں استعمال میں لا کر کائنات کے اصل حقائق (Facts) اور حقیقت اصلیہ (Absolute Reality) تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اسے معلوم ہو کہ علم کا حقیقی سرچشمہ اللہ کی ذات ہے اور حقیقی ذریعہ علم وحی ہے۔ اصل حقائق تک رسائی صرف اسی ذریعہ علم سے ہو سکتی ہے۔ باقی ذرائع علم قیاس پر مبنی ہیں جو غلط بھی ہو سکتے ہیں۔

(iv) خلافتِ الٰہی کی ذمہ داریاں: مقاصد تعلیم میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ طالب علم کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔ وہ باقی تمام مخلوقات سے افضل ہے' لہٰذا نائب الٰہی کے تقاضوں کو سمجھ کر اس کائنات میں اپنے فرائض کی ادائیگی کرے تاکہ یہ کائنات پوری انسانیت کے لیے امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

(v) عالمی قیادت کی صلاحیت: تعلیم کے ذریعے افرادِ معاشرہ کو عالمی قیادت کے منصب کے لیے اہل بنانا اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس طرح آگے بڑھانا کہ وہ عالمی قیادت کے منصب کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کریں۔

دنیا کی قیادت علم و ہنر کی مرہونِ منت ہے۔ نظامِ تعلیم کے ذریعے اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کے حامل افراد کی تیاری' تعلیم کا اہم مقصد ہونا چاہیے۔

(vi) ذہنی نشوونما: تعلیم کا ایک مقصد طالب علم کی ذہنی نشوونما کرنا بھی ہے۔ اس کے ذریعہ فرد کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کر کے انہیں جلا بخشی جاتی ہے۔ خداوندِ کریم نے ہر انسان کی صلاحیت میں انفرادیت رکھی ہے۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی مخصوص صلاحیت پائی جاتی ہے۔ تعلیم کے ذریعہ اس پوشیدہ صلاحیت کا سراغ لگایا جاتا ہے اور فرد کو اس کی مخصوص صلاحیت کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ اس طرح سے ہر فرد معاشرے کا ایک مفید اور مثالی رکن بن

جاتا ہے جو کہ معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ طالب علم کی مخصوص پوشیدہ صلاحیتوں کی متوازن نشوونما کرنا تعلیم کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔

(vii) شرح خواندگی میں اضافہ: شرح خواندگی میں اضافہ بھی تعلیم کا ایک علمی مقصد ہے۔ جتنا زیادہ شرح خواندگی میں اضافہ ہوتا ہے' ملک اور معاشرہ اتنا ہی ترقی کرتا ہے۔ علم کو عام کرنا' سب تک پہنچانا اور زیادہ سے زیادہ افراد کو علم سے بہرہ ور کرنا تعلیم کا مقصد ہے۔ معاشرے میں جتنے زیادہ لوگ علمی طور پر زیادہ بہرہ ور ہوں گے' اتنے ہی معاشرے کے لیے مفید ہوں گے۔

اگر تعلیم میں مندرجہ بالا مقاصد کو شامل کر لیا جائے تو اس کے ذہنی اور علمی مقاصد کے حصول میں کافی حد تک مدد ملے گی۔ تعلیم کا مقصد کسی ایک صفت یا قدر کا حصول نہیں ہوتا بلکہ تعلیم کو تمام تر مطلوبہ مقاصد کی تکمیل کرنی چاہیے اور ان مقاصد کو فروغ دینا چاہیے۔

سوال: تعلیم کے معاشی فوائد بیان کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2007ء، 2014ء؛ گوجرانوالہ بورڈ 2014ء، 2015ء، 2016ء)

- تعلیم کے معاشی فوائد تفصیل سے تحریر کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2008ء)
- پیشہ وارانہ تعلیم کی وضاحت کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2010ء)
- تعلیم کے معاشی فوائد بیان کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2010ء)
- تعلیم کے معاشی فوائد پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2011ء)
- تعلیم کے معاشی و پیشہ وارانہ فوائد بیان کیجیے۔

تعارف

تعلیم کے معاشی و پیشہ وارانہ فوائد

تعلیم جہاں ہمیں روحانی و اخلاقی طور پر ایک بہترین انسان بناتی ہے' ذہنی اور علمی طور پر معاشرے کا مفید فرد بناتی ہے' وہاں اس کے ساتھ ساتھ ہی ہمیں معاشرے کے لیے کسی نہ کسی شعبہ سے منسلک ہونے کے قابل بھی بناتی ہے۔ انسان کو اپنا پیٹ بھرنے اور زندگی کی گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لیے پیسہ کمانے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ تعلیم فرد کو اس کی فطری صلاحیتوں کے مطابق روزی کمانے کے اہل بناتی ہے۔

ہمارے نظام تعلیم کے مقاصد کے تعین میں زندگی کے مختلف شعبوں کے لیے افراد معاشرہ کی تیاری پیش نظر رہنی چاہیے' تاکہ فارغ التحصیل افراد حلال روزی کمانے کے اہل ہوں اور مختلف پیشوں کو اپنا کر اپنے' اہل و عیال اور ملک و قوم کے لیے معاشی ترقی کا باعث ہوں۔ تعلیم ایسی بامقصد ہونی چاہیے کہ اس سے ہنرمند افراد تیار ہوں۔ مثلاً ڈاکٹر' انجینئر' ٹیکنیشن' اساتذہ اور وکلاء تاکہ تعلیم یافتہ کارکن ملکی معیشت کو ترقی دینے میں مددگار ثابت ہو سکیں۔ تعلیم کا مقصد صرف پڑھے لکھے بیروزگاروں کی کھیپ تیار کرنا نہ ہو بلکہ ملکی اور بین الاقوامی ضروریات کے مطابق پیشہ وارانہ مہارت کے حامل افراد تیار کرنا ہو۔

تعلیم کے مندرجہ ذیل معاشی اور پیشہ وارانہ مقاصد ہیں:

(i)	ہنرمند افراد کی تیاری	(ii)	معاشی ترقی و خوشحالی
(iii)	معاشی خود کفالت	(iv)	فرد کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا
(v)	محنت میں عظمت کا درس	(vi)	دستی کام کی عظمت
(vii)	سائنس و ٹیکنالوجی کا فروغ	(viii)	بیرونی زرمبادلہ

(i) ہنرمند افراد کی تیاری: تعلیم کا ایک اہم مقصد فرد کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔ تعلیم کے ذریعہ ملک و قوم کو ایسے افراد مہیا ہوتے ہیں جو کہ مختلف پیشوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ مثلاً کچھ افراد میڈیکل' انجینئرنگ اور ایگریکلچر کے ماہر ہوتے ہیں جب کہ کچھ قانون' کاروبار اور تعلیم وغیرہ کے ماہر ہوتے ہیں۔ اس طرح سے معاشرے کو مختلف شعبوں میں ان سے متعلقہ ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیم معاشرے کی اس معاشی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور معاشرے کو خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ کسی ملک یا قوم کے ترقی یافتہ ہونے کا اندازہ اس کی ہنرمند افرادی قوت سے لگایا جا سکتا ہے۔

(ii) معاشی ترقی و خوشحالی: تعلیم کا ایک معاشی مقصد معاشرے میں خوشحالی لانا بھی ہے۔ پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ افراد ملکی معیشت میں ترقی و خوشحالی کا باعث بنتے ہیں۔ ملک کی قومی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے جو معاشی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ایک پڑھا لکھا شخص ایک اچھا کاروباری' ایک اچھا

صنعت کار اور ایک اچھا کاریگر بن سکتا ہے اور معاشی طور پر زیادہ سود مند ثابت ہوتا ہے۔ تعلیم معاشرے کو مستحکم معاشی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ تعلیم اور ترقی دخوشحالی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

(iii) معاشی خود کفالت: معاشرے میں جتنے زیادہ لوگ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہوں گے فی کس آمدنی میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوگا جو کہ ملک و قوم کی ترقی اور خوشحالی کی علامت ہے۔

(iv) فرد کی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا: تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ فرد کی مخفی اور فطری صلاحیتوں کو اُجاگر کیا جائے اور اس کے طبعی رجحان کے مطابق اسے اس کے پسندیدہ شعبے میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا جائے۔ مثلاً اگر ایک طالب علم کاروبار کا فطری رجحان رکھتا ہے لیکن اسے مجبوری کے تحت وکیل یا ڈاکٹر بننا پڑ جائے اور اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ اپنے پیشے میں جانے کی بجائے کپڑے کی دکان کھول لے تو اس سے نہ صرف ملک پر مالی بوجھ پڑے گا بلکہ فرد کی صلاحیتوں کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اگر افراد کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق تعلیم دی جائے تو یہ معاشی ترقی میں معاون ثابت ہوگا۔

(v) محنت میں عظمت کا درس: ایک محنتی شخص معاشی طور پر زیادہ مستحکم اور خوشحال ہوتا ہے۔ تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ افراد کو محنت کرنے پر اکسائے۔ تعلیم رزق حلال کا درس دیتی ہے اور محنت کی عظمت کو اُجاگر کرتی ہے۔ تعلیم کا مقصد سخت کوشش اور محنت کا درس دینا ہے۔ قوموں کی تقدیر کا انحصار اس کے جفاکش اور محنتی لوگوں پر ہوتا ہے۔ اگر تعلیم ہو اور محنت نہ کی جائے تو ایسی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ معاشی خوشحالی کا زیادہ دارومدار محنت اور مشقت میں پوشیدہ ہے۔

(vi) دستی کام کی عظمت: تعلیم کا مقصد دستی کام کی عظمت کا شعور اور احساس پیدا کرنا بھی ہے تاکہ ہمارے نوجوان جسمانی کام میں کوئی عار محسوس نہ کریں۔ تعلیم یافتہ شخص کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صرف دفتر میں ہی کام کرے بلکہ ملک کو معاشی طور پر مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے ہاتھ سے کام کرنے والے کاریگروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیم افراد میں یہ شعور بیدار کر کے ملک کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔

(vii) سائنس وٹیکنالوجی کا فروغ: تعلیم کا مقصد قوم کو جدید علوم وفنون سے آراستہ اور ہم آہنگ کرنا ہے۔ جدید علوم آج کے دور میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آنے والا وقت سائنس، کمپیوٹر اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اس لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کا فروغ تعلیم کے اولین مقاصد میں شامل ہے۔ اگر آج کوئی ملک معاشی طور پر ترقی کرنا چاہتا ہے تو یہ سائنس کی ترقی اور تعلیم کے بغیر ناممکن ہے۔

(viii) بیرونی زرمبادلہ: بیرونی زرمبادلہ قومی پیداوار کا ایک بڑا حصہ ہوتا ہے۔ پڑھے لکھے، ہنرمند اور تربیت یافتہ افراد بیرون ملک جا کر نہ صرف ملک اور قوم کے عزت و وقار میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں بلکہ وہ ملک میں بھاری زرمبادلہ لانے کا باعث بھی بنتے ہیں۔ اس سے ملک کی معاشی خوشحالی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ تعلیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ افراد تیار کرے جو کہ بیرون ملک جا کر روزگار حاصل کریں اور ملک کی معاشی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ اگر تعلیم مندرجہ بالا مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوتی ہے تو وہ یقیناً اپنے معاشی اور پیشہ وارانہ مقاصد کو اپنی گرفت میں کرے گی۔

☆☆☆☆☆

سوال 7: تعلیم کے سماجی و ثقافتی مقاصد تفصیل سے بیان کریں۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2014ء)

جواب

تعلیم کے سماجی و ثقافتی مقاصد

تعلیم نہ صرف متعلم کی شخصیت اور کردار کی تعمیر کرتی ہے بلکہ اسے عملی زندگی میں تعلیم کا استعمال بھی سکھاتی ہے۔ تعلیم کا مقصد تہذیبی ورثے کا تحفظ اور منتقلی ہے جس سے انسانی زندگی میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ سماجی و ثقافتی ورثہ ہی کسی ملک یا قوم کی پہچان ہوتا ہے۔ اگر تعلیم اس کے تحفظ اور منتقلی کا کام سرانجام نہ دے تو قوم اپنی شناخت کھو بیٹھے گی۔ معاشرے کی تشکیل اور ارتقاء کے لیے باشعور شہریوں کی تیاری و فراہمی ضروری ہے۔ اس نقطۂ نظر سے تعلیم کے مقاصد مندرجہ ذیل ہو سکتے ہیں:

(i) شہریت کے حقوق و فرائض کا شعور پیدا کرنا۔
(ii) حفظانِ صحت کے اصولوں کا فہم اجاگر کرنا۔
(iii) سیاسی بصیرت و شعور پیدا کرنا۔
(iv) امت مسلمہ کا تصور ذہن نشین کرنا۔
(v) وحدت انسانی کا شعور پیدا کرنا۔

(i) شہریت کے حقوق و فرائض کا شعور پیدا کرنا: تعلیم کے ذریعے ہر شہری کو اس قابل بنانا کہ وہ معاشرے میں دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کے قابل ہو اور اپنے فرائض کو پہچان کر انہیں ٹھیک طور پر ادا کرے۔ اس طرح ایک صحت مند، متوازن اور عادلانہ معاشرہ کے قیام کے لیے مطلوبہ شہری تیار کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

(ii) حفظانِ صحت کے اصولوں کا فہم اجاگر کرنا: مقاصد تعلیم میں یہ بات بھی شامل ہو کہ طالب علم اپنی ذات، ماحول اور معاشرے میں حفظانِ صحت کے اصولوں کا فہم و شعور رکھتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر انفرادی اور اجتماعی معاشرتی زندگی کے لیے صاف اور صحت مند معاشرہ تشکیل دینے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

(iii) سیاسی بصیرت و شعور پیدا کرنا: تعلیم کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نسل نو میں اپنے قومی مسائل کا فہم و شعور ہو اور وہ سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کر سکے۔ اپنی قیادت کے انتخاب میں اہلیت، اعلیٰ معیار اور اچھی صفات کے حامل افراد کو منتخب کر کے ایک جمہوری معاشرے کے قیام میں اپنا کردار ادا کر سکے۔ اور سیاسی بصیرت اور رواداری سے کام لیتے ہوئے قومی معاملات میں اقلیتوں کو بھرپور طریقہ سے شامل کر سکے۔

(iv) امت مسلمہ کا تصور ذہن نشین کرنا: مقاصد تعلیم میں امت مسلمہ کے تصور کا شعور پیدا کرنا بھی شامل ہونا چاہیے تاکہ طلباء یہ جان سکیں کہ وہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلمان امت کے ساتھ اخوت کے رشتے میں منسلک ہیں۔ وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے دکھ درد میں شریک ہیں۔ ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں اپنا کردار ادا کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

(v) وحدت انسانی کا شعور پیدا کرنا: تعلیم کے ذریعے اس احساس کو پیدا کرنا کہ پوری انسانیت اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ نسل انسانی کا آپس میں وحدت کا رشتہ ہے۔ اس طرح انسانیت کے تقاضوں کو سمجھنا انسانی حقوق کی سربلندی اور پوری دنیا کے انسانوں کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آہنگ کرنا، تعلیم کا مقصد ہونا چاہیے تاکہ ایک عالمگیر انسانی معاشرہ وجود میں آ سکے جو ہر قسم کے تعصبات اور امتیازات سے پاک ہو۔

سوال: تعلیم کو کتنی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب

تعلیم کی اقسام

تعلیم کو اس کے مقاصد کی بنیاد پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:
(الف) عام تعلیم (ب) پیشہ وارانہ تعلیم

(الف) عام تعلیم: ایسی تعلیم جس کا اہتمام سکولوں، کالجوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں کیا جاتا ہے، عام تعلیم کہلاتی ہے۔ ہر معاشرہ اپنی بقا اور تسلسل کے لیے تعلیم کا انتظام کرتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے وہ اپنے عقائد و نظریات، اپنی اقدار و روایات اور اپنی تہذیب و ثقافت نسلِ نو کو منتقل کرتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی آداب، رہن سہن کے طریقے، انسانی تعلقات، اجتماعی زندگی گزارنے کے طریقے اور زندگی کے بارے میں بنیادی نوعیت کی معلومات بھی نسل نو تک پہنچاتا ہے۔ تعلیم کا ایک اہم مقصد فرد کو اس قابل بنانا بھی ہے کہ وہ پڑھ لکھ کر خواندہ بن سکے۔

خواندگی ہر معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر معاشرہ خواندگی پر بہت زور دیتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں خواندگی کی شرح تاحال بہت کم ہے۔ تاہم اس کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں۔

پاکستان میں عام تعلیم تین مدارج پر مشتمل ہے جس میں ابتدائی، ثانوی و اعلیٰ ثانوی اور اعلیٰ سطح کی تعلیم شامل ہے۔ نرسری سے ایم۔اے تک کی تعلیم اس زمرے میں آتی ہے۔ تاہم سائنسی تعلیم اور پیشہ وارانہ تعلیم اس میں شامل نہیں ہے۔

عمومی تعلیم کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

(i) ابتدائی یا ایلیمنٹری ایجوکیشن: پہلی جماعت سے لے کر آٹھویں جماعت تک کی تعلیم ابتدائی یا ایلیمنٹری ایجوکیشن کہلاتی ہے۔ اس کا دورانیہ 8 سال ہے۔ پرائمری ایجوکیشن کا دورانیہ ایک سے پانچ سال اور ایلیمنٹری ایجوکیشن کا دورانیہ چھ سے آٹھ سال کا ہوتا ہے۔

(ii) ثانوی تعلیم یا سیکنڈری ایجوکیشن: دسویں جماعت تک کی تعلیم کو ثانوی اور بارہویں جماعت تک کی تعلیم کو اعلیٰ ثانوی یا ہائر ایجوکیشن کہتے ہیں۔ ثانوی یا اعلیٰ ثانوی تعلیم کے لیے ہمارے ملک میں ہائی سکولز یا ہائر سیکنڈری سکولز قائم ہیں۔

(iii) اعلیٰ تعلیم یا ہائر ایجوکیشن: تیرھویں جماعت سے لے کر سولھویں جماعت تک کی تعلیم اعلیٰ تعلیم کہلاتی ہے۔ بی۔اے تک گریجویشن اور ایم اے کی تعلیم کو پوسٹ گریجویشن کہا جاتا ہے۔ یہ تعلیم کالجز اور یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ایم فل، پی ایچ ڈی اور پوسٹ ڈاکٹریٹ کی تعلیم بھی اعلیٰ تعلیم کہلاتی ہے۔

(ب) پیشہ وارانہ تعلیم: معاشرہ عمومی تعلیم کے ذریعے اپنی تہذیب وثقافت اور اپنی اقدار و روایات نسلِ نو تک منتقل کرتا ہے لیکن تمدنی ضروریات کی تکمیل اس سے ممکن نہیں ہوتی، لہٰذا وہ زندگی کے مختلف شعبوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیشہ وارانہ تعلیم کا اہتمام کرتا ہے۔ اس تعلیم میں طب، انجینئرنگ، زراعت، تجارتی اور کاروباری تعلیم وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(i) طب کی تعلیم: معاشرے کے افراد کو صحت مند رکھنے اور انہیں مختلف بیماریوں سے بچانے کے لیے طب کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ تعلیم نہ صرف معاشرے کی ضرورت کو پورا کرتی ہے بلکہ معاشرہ کے استحکام کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ طبی تعلیم کے لیے بنیادی تعلیم ایف۔ایس۔سی ہے جس کے بعد طالب علم میڈیکل کالج میں داخلہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس کورس کا دورانیہ پانچ سال پر مشتمل ہے۔

(ii) انجینئرنگ کی تعلیم: ملک کی صنعتی ترقی کے لیے انجینئرنگ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مختلف انجینئرنگ کالجز اور یونیورسٹیاں یہ خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔ انجینئرنگ کی تعلیم سول، الیکٹریکل، میکینکل اور دیگر شعبوں میں منقسم ہے۔ اس کے لیے بنیادی تعلیم ایف۔ایس۔سی (پری انجینئرنگ) ہے۔ ایف۔ایس۔سی کرنے کے بعد طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ لے سکتا ہے اور چار سالہ کورس کے بعد ڈگری حاصل کرتا ہے۔

(iii) زراعت کی تعلیم: پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اسے زرعی لحاظ سے خود کفیل ہونا ہے جس کے لیے زیادہ سے زیادہ رقبہ زیر کاشت لانا ضروری ہے۔ نیز بڑھتی ہوئی آبادی کی معاشی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اس میدان میں ترقی نہایت ضروری ہے۔

پاکستان کے تمام صوبوں میں زرعی یونیورسٹیاں موجود ہیں جہاں زرعی تعلیم دی جاتی ہے۔ طلباء ایف۔ایس۔سی کے بعد داخلہ کے اہل ہوتے ہیں جہاں بی ایس سی آنرز (زراعت) اور ایم ایس سی آنرز (زراعت) کرائے جاتے ہیں۔ ان یونیورسٹیوں میں فصلوں اور پھلوں وغیرہ میں اضافے اور بیجوں اور فصلوں کی نئی اقسام کی دریافت وغیرہ پر تحقیق ہوتی ہے۔

(iv) تجارتی اور کاروباری تعلیم: کاروبار اور معاشی ترقی کے لیے تجارت اور ٹیکسٹائل وغیرہ کے شعبوں میں ایسے افراد کی مانگ بڑھتی جارہی ہے جو اس میدان میں پیشہ وارانہ تعلیم کی ڈگری رکھتے ہوں۔

تجارتی و کاروباری تعلیم کے لیے کمرشل کالجز، کامرس کالجز اور بزنس کالجز موجود ہیں جہاں سے طلباء تعلیم حاصل کر کے ان شعبوں میں جاتے ہیں۔

(v) قانون کی تعلیم: معاشرے میں امن وامان قائم کرنے اور عام افراد کو عدل، انصاف مہیا کرنے کے لیے قانون کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مختلف یونیورسٹیاں قانون کی تعلیم کا اہتمام کرتی ہیں۔ بی۔اے کے بعد قانون کی تعلیم میں داخلہ ملتا ہے۔ قانون کی تعلیم (ایل ایل بی) کا دورانیہ دو سال سے بڑھا کر تین سال کر دیا گیا ہے۔

ٹیکسٹ بک کی مکمل حل شدہ آزمائشی مشق

کثیرالانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions)

☐ ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر نشان لگائیں۔

(i) نظام تعلیم کا سب سے اہم عنصر کون سا ہے؟
(الف) مقاصدِ تعلیم ✓ (ب) نصابِ تعلیم (ج) امتحانات (د) حکمتِ تدریس

(ii) اسلام کے نقطۂ نظر سے کیا لازم ہے؟
(الف) دینی تعلیم (ب) دینی و دنیوی تعلیم ✓ (ج) دنیوی تعلیم (د) جدید تعلیم

(iii) نظام تعلیم میں مقاصد تعلیم کیا کردار ادا کرتے ہیں؟
(الف) کوئی کردار ادا نہیں کرتے (ب) علم کا حقیقی سرچشمہ ہیں (ج) روح کی حیثیت رکھتے ہیں ✓ (د) محض مختلف عناصر کو مربوط کرتے ہیں

(iv) علم کا حقیقی ذریعہ کیا ہے؟
(الف) فلسفہ (ب) سائنسی تحقیقات (ج) جدید ٹیکنالوجی (د) وحی ✓

(v) انسان کیا ہے؟
(الف) سماجی حیوان ✓ (ب) عقلی حیوان (ج) معاشی حیوان (د) سیاسی حیوان

مختصر سوالات وجوابات (Short Questions & Answers)

☆ مختصر سوالات کے جوابات لکھیں۔

سوال 1: نظام تعلیم سے کیا مراد ہے؟
جواب: تعلیم سے متعلقہ عناصر کا ایسا مجموعہ جو باہمی طور پر مربوط اور منظم انداز میں تسلسل کے ساتھ مقاصد کے حصول کے لیے ایک یونٹ کی شکل میں کام کرتا ہے۔

سوال 2: پاکستان کے نظام تعلیم میں مقاصدِ تعلیم کو کون سے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؟
جواب: (i) روحانی و اخلاقی مقاصد (ii) سماجی و ثقافتی مقاصد (iii) ذہنی و علمی مقاصد (v) معاشی و پیشہ وارانہ مقاصد

سوال 3: پاکستان میں ذہنی اور علمی نقطۂ نظر سے تعلیم کے چار مقاصد تحریر کریں۔
جواب: (i) تسخیر کائنات (ii) تصورِ علم سے آگاہی
(iii) خودشناسی (iv) عالمی قیادت کی صلاحیت

سوال 4: پیشہ وارانہ تعلیم میں تعلیم کی کون سی اقسام شامل ہیں؟
جواب: (i) طب (ii) انجینئرنگ (iii) زراعت (iv) تجارتی (v) کاروباری

سوال 5: پاکستان میں اساتذہ کی تربیت کے لیے کون سے ادارے موجود ہیں؟
جواب: ایلیمنٹری کالجز، کالجز آف ایجوکیشن اور ادارہ ہائے تعلیم و تحقیق وغیرہ۔

سوال 6: نظام تعلیم میں مقاصد تعلیم کی اہمیت کیا ہے؟
جواب: نظام تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت مقاصد تعلیم کی ہے۔ تعلیم کے باقی تمام عناصر مقاصد تعلیم کے حصول کے لیے کام کرتے ہیں۔ یہی مقاصد دیگر تمام عناصر کو مربوط اور ہم آہنگ کرتے ہیں۔

سوال 7: برصغیر پاک و ہند میں اس نظریاتی مملکت کا وجود۔

جواب: اس خطہ میں مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ مملکت خداداد پاکستان کا بنیادی مقصد یہاں حقیقی اسلامی معاشرہ کا قیام تاکہ یہاں معاشرتی انصاف، رواداری اور مساوات کی بنیاد پر لوگ اپنی زندگی بسر کریں۔

سوال8: تعلیم کو بنیادی طور پر کتنی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

جواب: عام طور پر تعلیم کو دو بنیادی اقسام میں تبدیل کیا جاتا ہے: (i) عام تعلیم (ii) پیشہ وارانہ تعلیم

سوال9: پہلی جماعت سے آٹھویں جماعت تک کی تعلیم کیا کہلاتی ہے؟

جواب: پہلی جماعت سے لے کر آٹھویں جماعت تک کی تعلیم ابتدائی یا ایلیمنٹری ایجوکیشن کہلاتی ہے۔ اس کا دورانیہ 8 سال ہے۔

سوال10: بارہویں جماعت تک کی تعلیم کون سی تعلیم کہلاتی ہے؟

جواب: بارہویں جماعت تک کی تعلیم کو اعلیٰ ثانوی یا ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کہتے ہیں۔

سوال11: طبی تعلیم کے لیے بنیادی تعلیم کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: طبی تعلیم کے لیے بنیادی تعلیم ایف۔ ایس۔ سی ہونی چاہیے جس کے بعد طالب علم میڈیکل کالج میں داخلہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس کورس کا دورانیہ پانچ سال پر مشتمل ہے۔

سوال12: انجینئرنگ کا کورس کتنے سال کا ہے؟

جواب: ایف۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ لے سکتا ہے اور چار سالہ کورس کے بعد ڈگری حاصل کرتا ہے۔

سوال13: تعلیم کے مفہوم کو کسی تین ماہرین و مفکرین کی آراء سے واضح کریں۔

جواب:
(i) سقراط (Socrates): سقراط کے نزدیک تعلیم سچائی کو تلاش کرنے اور فرد کو اس سے روشناس کرانے کا عمل ہے۔
(ii) جان اسٹورٹ مل (John Stuart Mill): تعلیم ثقافت کو آنے والی نسل کو منتقل کرتی ہے۔
(iii) ابن خلدون (Ibn-e-Khaldun): تعلیم کو معرفت الٰہی اور حقیقت کے ادراک کا ذریعہ مانتے ہیں۔

سوال14: اساتذہ کی تربیت کے لیے قائم اداروں کے نام بتائیے۔

جواب: پاکستان میں اساتذہ کی تربیت کے لیے ایلیمنٹری کالجز، کالجز آف ایجوکیشن اور ادارہ ہائے تعلیم و تحقیق جیسے ادارے موجود ہیں۔

سوال15: عام تعلیم کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایسی تعلیم جس کا اہتمام سکولوں، کالجوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں کیا جاتا ہے، عام تعلیم کہلاتی ہے۔

سوال16: پیشہ وارانہ تعلیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: اپنی تمدنی ضروریات پوری کرنے کے لیے معاشرہ کو پیشہ وارانہ تعلیم کا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ اس تعلیم میں طب، انجینئرنگ، زراعت، تجارتی اور کاروباری تعلیم وغیرہ شامل ہیں۔

سوال17: ہوم اکنامکس کی تعلیم کیوں ضروری ہے؟

جواب: معاشرے کی معاشی ترقی خواتین کی شرکت کے بغیر ناممکن ہے۔ گھریلو بجٹ، بچوں کی پرورش و نگہداشت کے لیے خواتین کو تعلیم دیا جانا ضروری ہے۔ اس کے لیے ہوم اکنامکس کے ادارے موجود ہیں۔

سوال18: تعلیم میں کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: دور جدید میں کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کمپیوٹر کی تعلیم نے انفارمیشن کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ انٹرنیٹ نے پوری دنیا کو سمیٹ کر قریب کر دیا ہے۔

سوال19: زرعی تعلیم پاکستانیوں کے لیے کیوں ضروری ہے؟

جواب: پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اسے زرعی لحاظ سے خود کفیل ہونا چاہیے جس کے لیے ملک کا زیادہ سے زیادہ رقبہ زیر کاشت لانا ضروری ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی معاشی ضروریات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اس میدان میں ترقی زرعی تعلیم کی بدولت حاصل ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں زرعی یونیورسٹیاں موجود ہیں جہاں زرعی تعلیم دی جاتی ہے۔

سوال20: انجینئرنگ کی تعلیم منقسم ہے۔

جواب: پاکستان میں صنعتی ترقی کے لیے انجینئرنگ کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ انجینئرنگ کی تعلیم سول، الیکٹریکل، میکینکل اور دیگر شعبوں میں منقسم ہے۔

www.downloadclassnotes.com